ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت ہستی باری تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

ہستی باری تعالیٰ ازروئے قرآنِ پاک

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِيْنَ

(الاعراف:173)

یعنی (یاد کرو) جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی صُلب سے ان کی نسلوں (کے مادّہء تخلیق) کو پکڑا اور خود انہیں اپنے نُفوس پر گواہ بنادیا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔ مبادا تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے یقیناً بے خبر تھے۔

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آرہا ہے وہی خدا ہے

معزز سامعین! یہ ایک ایسا اہم موضوع ہے جس پر کئی پہلوؤں سے تقاریر کی جاسکتی ہیں یا مضامین اور کتابیں لکھی جاسکتی ہیں جیسے ازروئے قرآن، ازروئے احادیث، ازروئے سنت، ازروئے عقل، ازروئے ارشادات مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے کرام اور ازروئے منکرینِ خدا یعنی دہریہ (atheist) کے دلائل کا رڈ وغیرہ وغیرہ۔ آج مجھے اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآنِ کریم کی روشنی میں ہستی باری تعالیٰ پر وقت کے اندر رہتے ہوئے چند دلائل پیش کرنے ہیں۔

ہستی باری تعالیٰ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں ایک ایسی ہستی ابتدائے آفرینش سے موجود ہے جو اِس ساری کائنات کی خالق و مالک ہے اور اِسے باحسن طریق چلا رہی ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اور مذہبی فرقوں نے نہ صرف خدا تعالیٰ کی موجودگی کا تصوّر پیش کیا ہے بلکہ اُس کی طرف لوگوں کو دلائل کے ساتھ دعوت بھی دی ہے اور اِس ہستی سے تعلق پیدا کرنے اور اِس کی محبت اور قرب کے حصول کی راہیں بھی بتائی ہیں۔ ہاں! دنیا کے آغاز سے ہی کچھ لوگ ایسے رہے ہیں جو خدا کے وجود کے منکر تھے اور ہیں۔ حال ہی میں اہلِ مذاہب کے غلط رویوں، حرکات اور بد اعمال و اخلاقِ سیئہ سے تنگ آکر اِن دہریہ لوگوں کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہؤا ہے جو ابھی بھی جاری ہے جس کی وجہ سے ہستی باری تعالیٰ کے وجود کو مختلف زاویوں سے ثابت کرنے کے لئے دلائل تیار کرنے کی ضرورت ہے اور تقاریر و مضامین بھی لکھے جانے چاہیئے۔

سامعین! ہم دنیا میں روزانہ ہی مختلف النوع اشیاء کو دیکھتے ہیں اور دیکھتے وقت فوراً ذہن میں اُس کے صانع، اُس کے بنانے والے اور تخلیق کار کا نام ذہن میں آتا ہے جیسے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ یہ مثال دی ہے کہ اگر کسی رستہ پر اونٹ کی مینگنیاں پڑی آپ کو نظر آئیں تو لازمًا یہ گمان ذہن میں اُبھرتا ہے کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے۔ اِسی طرح دنیا کو دیکھ کر یہ خیال پختہ ہوتا ہے کہ اِس دنیا کو بنانے والی، اِس کو وجود میں لانے والی کوئی ہستی بھی موجود ہے۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس نے خدا کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ روحانی طور پر ترقی کرنے کے لئے اس پر ایمان لانا ازبس ضروری قرار دیا اور اِس کے بغیر روحانی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں۔ انسان کو جتنا زیادہ خدا کی ہستی پر ایمان، یقین اور معرفت حاصل ہوتی جاتی ہے اُتنا ہی وہ گناہ کی آلودگی سے نجات پاتا جاتا ہے اور روحانی ترقی حاصل کرتا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان:26) کہ اگر تم اِن (کفار اور مشرکوں) سے پوچھو کہ کس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا تو وہ فوراً کہہ اُٹھیں گے کہ اللہ نے اِس ساری کائنات کو پیدا کیا ہے جس پر چند معدودے کے علاوہ دنیا کی تمام قومیں متفق ہیں کہ ہمارا کوئی نہ کوئی پر میشر ہے، کوئی نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے اور ہماری ربوبیت کرنے والا موجود ہے۔ اِسی صداقت کو اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے جس کے سیاق وسباق کی تمام آیات بھی ہستیٔ باری تعالیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ لقمان کے تعارفی نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کائنات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کے جو اَسرار پھیلے پڑے ہیں ان پر کوئی حساب احاطہ نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تمام سمندر بھی اگر روشنائی بن جائیں اور تمام درخت قلم بن جائیں تو سمندر خشک ہو جائیں گے اور قلم ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے اَسرار کا بیان ابھی باقی ہوگا۔

اس کے بعد ایک ایسی آیت (نمبر 29) آتی ہے جو انسانی تخلیق کے رازوں پر سے عجیب رنگ میں پردہ اٹھا رہی ہے۔ انسان کو متوجہ کیا گیا کہ اگر وہ رحمِ مادر میں تشکیل پانے والے جنین پر غور کرے کہ وہ تخلیق کے کن بے انتہا مراحل میں سے گزرتا ہے تو اسے اپنی پہلی پیدائش کی پُر اسرار حکمتوں کا کسی قدر علم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سائنسدان قطعیت سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حمل کے آغاز سے لے کر جنین کی تکمیل تک جنین میں وہ ساری تبدیلیاں واقع ہو رہی ہوتی ہیں جو آغازِ زندگی سے لے کر تمام ارتقائی کہانی کو دہراتی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی وسیع اور گہرا مضمون ہے جس پر تمام اہلِ علم سائنس دان متفق ہیں۔ فرمایا یہ تمہاری پہلی پیدائش ہے۔ جس طرح ایک حقیر کیڑے سے ترقی کرتے ہوئے تم اپنی بشری صلاحیتوں کی انتہا تک پہنچے اسی طرح تم اپنی نئی پیدائش میں قیامت تک اتنی ترقی کر چکے ہوگے کہ اس تکمیل شدہ صورت کے مقابل پر انسان کی وہی حیثیت ہوگی جیسے انسان کے مقابل پر اس بے حیثیت کیڑے کی تھی جس سے زندگی کا آغاز کیا گیا۔"

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف صفحہ 710)

سامعین! جس اتفاق کا ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں اُس عظیم الشان اتفاق اور بے نظیر اجماع کی وجہ صرف فطرت کی گواہی ہے کیونکہ ہم میں سے ہر ایک فطرت اور اُس کی سوچ، اُس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے خالق کا اعتراف کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (اعراف: 173) کہ جب خدا نے اُن سے پوچھا کہ کیا مَیں تمہارا خدا نہیں ہوں تو اُن تمام نے متفقہ طور پر کہا کیوں نہیں؟۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"انسانی سرشت میں ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان داخل ہے۔ پس تمام دنیا میں جو خدا تعالیٰ کا تصوّر پایا جاتا ہے یہ اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت میں مُرتسم ہے۔"

پہلی دلیل ہی کے ضمن میں سورۃ ابراہیم کی آیت 11 پیش کر کے آگے بڑھتا ہوں جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ کیا کوئی خدا تعالیٰ کے وجود میں ذرا بھی کوئی شک کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔ فرماتا ہے۔ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پس ہستی باری تعالیٰ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ دنیا کی تمام قومیں خدا تعالیٰ کے وجود کی اقرار کرنے والی ہیں۔

دوسری دلیل

پیارے بھائیو! قرآنِ کریم سے ہستیٔ باری تعالیٰ کی دوسری دلیل دعاؤں کا سننا اور اُن کی قبولیت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ جسے تمام مذاہب والے بطور ہستیٔ باری تعالیٰ کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے آئے ہیں۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرہ:187)

کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اِس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی ایک زبردست دلیل بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں اور اُن کی پکار کو سنتا، اُنہیں قبول کرتا ہے اور ثمرات سے نوازتا ہے۔ ہم سب اِس دلیل کے گواہ ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی مادی اور روحانی دنیا کی اصلاح اور بہتری کے لئے اپنے اللہ کے حضور جھکتا اور منّت سماجت کرتا ہے، روتا اور بچوں کی طرح بِلکتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو ماؤں سے کہیں بڑھ کر اپنی مخلوق جو اولاد کی طرح ہے سے محبت اور رحم کا سلوک کرتا اور اُن سے پیار کرتا ہوا اُس کی دعاؤں کو درجہ قبولیت سے نوازتا ہے۔ ہماری روزمرہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اُس اللہ نے سینکڑوں اپنے بندوں کی شبانہ روز کی التجاؤں کو قبول کرتے ہوئے شادی کے دس دس، بارہ بارہ سال

بعد بلکہ اِس سے کہیں زیادہ عرصہ کے بعد اُن کو بھی اولاد کی نعمت سے نوازا۔ جن کی کوکھ کو ڈاکٹر حضرات بنجر زمین قرار دیکھ چکے تھے۔ پھر اُسی اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے صلہ میں اُن کو نرینہ اولاد سے نوازا جن کو ڈاکٹر حضرات پیدائش سے قبل لڑکی قرار دے چکے تھے اُسی وجود کو اللہ تعالیٰ نے لڑکی سے لڑکا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سامعین! دعاؤں کے طفیل قبولیتِ دعا کے اِن دو معجزوں کا تو مَیں خود بھی زندہ گواہ ہوں کہ خلفائے کرام اور بہن بھائیوں و عزیز و اقارب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تین بچیوں کے بعد ایک ہونہار بچے سے نوازا جس کے متعلق حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ نے پیدائش سے بہت عرصہ قبل مجھے سیرالیون میں بذریعہ خط یہ نوید سُنار کھی تھی کہ "فکر نہ کریں۔ اِس دفعہ اللہ تعالیٰ آپ کو چندِ ماہتاب بیٹے سے نوازے گا۔ اِن شاء اللہ"

اِسی طرح میری بڑی بیٹی عزیزہ قرّۃُ العین سلمہا اللہ کو شادی کے بارہ سال بعد حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل اولاد عنایت فرمائی اور اللہ نے اپنی ہستی اور موجودگی کا ثبوت دیا۔ اِس طرح کی ہزاروں لاکھوں خواتین اور بہنیں دنیا میں موجود ہیں جو اولاد جیسی نعمت اور نرینہ اولاد جیسے انعام سے دعاؤں کے طفیل نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت دیا۔

تیسری دلیل

سامعین! دوسری دلیل جو مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں اُسی کی تائید میں تیسری دلیل آیتِ کریمہ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (القمر:11) کے الفاظ میں آپ حاضرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے انبیاء کا سلسلہ جاری ہوا اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پہنچا۔ اِن تمام ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد انبیاء و رُسل کی شدید ترین مخالفتیں ہوئیں۔ کوئی نبی بھی پھولوں کی سیج پر نہ پلا، نہ بڑھا ہوا اور نہ اُس نے ترقی پائی۔ یہ لوگ اپنے بھجوانے والے اللہ کی طرف جھکے، اُسی قادر مُقتدر ہستی کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے اُسی کے سامنے اپنی مصیبتوں کا اظہار کرتے رہے کہ اِن کے تمام دشمن ایک ایک کر کے ہلاک ہوتے گئے اور اِن خدائی بندوں کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوتا گیا۔ ظاہری اسباب اِن انبیاء کے مخالف ہوتے ہوئے بھی اگر یہ فلاح پاتے رہے اور کامیاب ہوتے رہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ ایک قادر مُقتدر ہستی موجود ہے جو مصیبتوں میں گھرے اِن انبیاء کی نہ صرف حفاظت فرماتا رہا بلکہ اِن کو ترقیات اور فتوحات سے نواز کر بلند سے بلند مقام پر لے جاتا رہا۔ دیکھو! حضرت نوحؑ اکیلے تھے اور ساری قوم مخالف تھی۔ مگر جب آپؑ نے اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ (القمر:11) کی دردِ دل سے دعا کی تو ایک خدا کا بندہ بچا لیا گیا اور ساری قوم پانی کے آگے بے بس ہوگئی۔ حضرت ابراہیمؑ کو جلتی آگ میں ڈالا گیا مگر آپؑ دعاؤں کے طفیل پہنچتے اور ہوا کی بلندیوں میں سفر کرتے دیکھے گئے اور آج دنیا میں اربوں کی تعداد میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکۡ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ کی دعا کرتے پائے جاتے ہیں اور کہاں ہے نمرود؟ پھر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ ہاں! ہاں! حضرت عیسیٰؑ کی ساری رات کی، کی ہوئی یہ دعا کہ الٰہی! یہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے کی بدولت ایسا ٹلا کہ آپ 35-36 سال کی عمر سے 120 سال عمر پا کر فوت ہوئے اور آپ کو تکالیف میں جھگڑنے والے ایک ایک کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے۔

سامعین! آئیں! اب سب سے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی کا جائزہ لیں۔ آپؐ کو جن صعوبتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اِن کے مقابل پر دیگر انبیاء کی مشکلات کوئی درجہ نہیں رکھتیں۔ آپؐ کو نہ صرف قتل کی دھمکیاں دی گئیں بلکہ قتل کے منصوبے تیار ہوئے، قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ آپ کی تبلیغ میں روڑے اٹکائے گئے۔ آپؐ کو محبوس کر دیا گیا۔ آپ کے خلاف جنگی جدّوجہد کی گئی۔ آپؐ کے صحابہ کو شہید کیا گیا مگر محمدؐ کا نام آج بھی زندہ ہے اور پہلے سے بڑھ کر زندہ و تابندہ ہے اور اِن شاء اللہ آئندہ بھی بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا جبکہ ابو جہل جیسے مخالفت کرنے والے نیست و نابود ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔

کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

اِس تیسری دلیل کے آخر پر اگر مَیں مامورِ زمانہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کامل ھستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت اور فتوحات و ترقیات کا ذکر نہ کروں تو میری تقریر کا مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اِس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ سے ذکر کا آغاز کروں تو آپؑ کو بھی اپنوں اور غیروں سے شدید مخالفت کا سامنا رہا اور نت نئی تکالیف دینے کے رستے ڈھونڈے گئے مگر آپؑ اور آپؑ کا فرقہ فتح نصیب ٹھہرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ابراہیم کے لقب سے نوازا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ) نے ایک موقع پر حضرت ابراہیمؑ کی آگ کو مجازی آگ قرار دے دیا اِس کا جب حضورؑ کو علم ہوا تو آپؑ نے اپنے اللہ پر یقینِ کامل رکھتے ہوئے بڑے جوش سے فرمایا کہ مَیں بھی اِس زمانے کا ابراہیم ہوں مجھے بھی کوئی حقیقی آگ میں ڈال کر دیکھے وہ بھسم کر دی جائے گی۔ آج نوجوان نسل کے ایمانوں کو جلا بخشنے کے لئے آج کے دَور کے ایک دو واقعات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اُن میں سے ایک بھٹو تھا جو پاکستان میں نوّے سالہ مسئلہ حل کرنے کا دعویدار تھا مگر وہ الہام حضرت مسیح موعودؑ کے تابع باون سال کی عمر میں صلیب کی لعنتی موت سے مرا جبکہ جماعتِ احمدیہ نوّے سال گزار کر جماعت کا اور خلافت کا سو سالہ جشن بھرپور طور پر منانے کے بعد بڑی شان سے 136 سال پورے کر کے 137 ویں سال میں داخل ہو رہی ہے۔ 220 سے زائد ممالک و جزائر میں وہ آواز پہنچ چکی ہے جس ایک آواز کو دبانے اور مٹانے کے زُعم میں یہ لوگ اُٹھے تھے۔ پھر فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کو لیتے ہیں جو جماعت احمدیہ کو معاشرے کا کینسر قرار دیتے ہوئے اِس کے علاج کے لئے نکلا تھا مگر ایک طیارے کے حادثے میں ہلاک ہو کر اُس آسمانی علاج کا مُوجب ہوا جو اُس وراء الوراء ھستی کے ہاتھ میں ہے جو تمام مخالفینِ انبیاء کا علاج کرنا جانتا ہے اور اِس دشمن بدنوا کا مستقل علاج دریائے ستلج کے قریب بستی لال کمال میں اُس جگہ پر ہوا جو تقسیم ہند و پاک سے پہلے ہندوؤں کے مُردے جلانے کی جگہ شمشان گھاٹ کے نام سے موسوم تھی۔ یوں یہ اِس زمانے کا لیکھرام ٹھہرا۔

سامعین! روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 13 دسمبر 1983ء سے ایک حقیقت افروز اقتباس آپ سامعین کے ایمان و ایقان کو مزید مضبوط کرنے کے لئے پیش ہے جس میں تحریر ہے کہ

"پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایّوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دَور میں اِسی مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریّت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کیے۔ صدر کے ایماء پر اُس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا۔ مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رُسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذاتِ خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسرِ اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لیے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب اُنہوں نے پاکستانی عوام کے دِل جیت لیے ہیں اور اب وہ تاحیات پاکستان کے وزیرِ اعظم رہیں گے۔ لیکن اِن کا یہ خیال شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب صدر جنرل ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریّت کا اعلان موشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اِس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے وہ پوری قوم کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔"

سامعین! پس آج اگر کسی نے ھستیِ باری تعالیٰ کا ثبوت دیکھنا ہے تو یہ دیکھ لے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ آپؑ نے بھی لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا۔ ہر مذہب کے ماننے والوں نے آپؑ کی مخالفت کی۔ آپؑ کو اپنے مشن میں ناکام کرنا چاہا اور آپ کے پیغام کو دبانے کی کوشش کی۔ لیکن آپؑ کے مخالفین نے ہر محاذ پر شکست کھائی اور اللہ نے آپؑ کو اور آپؑ کی جماعت کو کامیاب فرمایا۔ مخالفین کی آوازیں معدوم ہوتی گئیں۔ دشمن کی زمین گھٹتی گئی اور گھٹتی جا رہی ہے جبکہ اسلام احمدیت کی زمین پھیلتی گئی اور مسلسل پھیلتی جا رہی ہے۔ خدا کے رسولوں کا ہر دفعہ غالب آنا اور اُن کے مخالفین کا خائب و خاسر رہنا اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ سب طاقتوں کی مالک ھستی موجود ہے جس کی تائید و نصرت سے انبیاء کامیاب ہوتے ہیں اور ان کے مخالفین ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

قُدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سامعین! اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کو مستحکم کرنے اور اس سے مضبوط اور قریبی تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے۔ وہ لوگ جو فلسفیانہ خیالات کے اثر کے وجہ سے دہریت کا شکار ہو گئے تھے حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی پُر حکمت اور زندگی بخش تعلیم کو اس طرح پیش فرمایا کہ اس کی بدولت دہریت کا سحر ٹوٹ گیا۔ جس نے بھی آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات سے استفادہ کیا اُس کی دہریت ہمیشہ ہمیش کے لئے کافور ہو گئی اور وہ نہ صرف یہ کہ خدا کی ہستی کا قائل ہو گیا بلکہ روحانی طور پر بھی خدا کے فضل سے اس کی کایا پلٹ گئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی میاں محمد الدین صاحب جن کا تعلق کھاریاں سے تھا اور جو آریہ برہمو کے لیکچروں کے بد اثر کی وجہ سے دہریہ ہو چکے تھے اور لایعنی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کہیں سے مل گئی۔ اس کے مطالعہ نے آپ کی دہریت کو پاش پاش کر دیا۔ آپ اس بارے میں خود بیان فرماتے ہیں کہ

”جب مَیں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کو پڑھتا پڑھتا صفحہ 90 کے حاشیہ نمبر 3 اور صفحہ نمبر 149 کے حاشیہ نمبر 11 پر پہنچا تو معاً میری دہریت کافور ہو گئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کہ کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم تھا جنوری 1893ء کی 19 / تاریخ تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ ... معاً توبہ کی، کورا گھڑا پانی کا بھرا ہوا باہر صحن میں پڑا تھا۔ سرد پانی سے لاچانہ بند پاک کیا۔ میر املازم مسمّٰی منگتو سو رہا تھا۔ وہ جاگ پڑا اور مجھ سے پوچھا کیا ہوا، کیا ہوا، لاچا مجھ کو دو مَیں دھوتا ہوں۔ مگر مَیں اس وقت ایسی شراب پی چکا تھا کہ جس کا نشہ مجھے کسی سے کلام کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر منگتو اپنا سارا زور لگا کر خاموش ہو گیا اور گیلا لاچا پہن کر نماز پڑھنی شروع کی اور منگتو دیکھتا گیا۔ محویت کے عالَم میں نماز اس قدر لمبی ہوئی کہ منگتو تھک کر سو گیا اور مَیں نماز میں مشغول رہا۔ پس یہ نماز براہین نے پڑھائی کہ بعد ازاں اب تک مَیں نے نماز نہیں چھوڑی۔ عین جوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ایمان جو ثریا سے شاید اوپر ہی گیا ہوا تھا اُتار کر میرے دل میں داخل کیا اور مسلماں را مسلماں باز کردن کا مصداق بنایا۔ جس رات مَیں بحالت کفر داخل ہوا تھا اُس کی صبح مجھ پر بحالت اسلام ہوئی۔“

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 46-47)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے زندہ خدا سے اپنے زندہ تعلق کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”ہمارا زندہ حیُّ و قیوم خدا ہم سے انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے ہیں۔ ہم ایک بات پوچھتے اور دُعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرتِ دُعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور نیز ان سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا۔ اس زمانہ میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں کے لئے جو اس کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی۔“

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 448-449)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اِس مضمون کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس کی طرف آؤ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ

تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کی صفات کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اپریل 2014ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" پس کیا ہی پیارا ہے ہمارا خدا جو سب طاقتوں کا مالک ہے اور اس سے تعلق پیدا کر کے انسان ہر قسم کے خوفوں اور غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ دنیا کا ایک بڑا حصہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر دوسروں کے در پہ پڑا ہوا ہے اور نہ صرف اس کا در چھوڑ کر دوسرے کے دَر پہ پڑا ہوا ہے بلکہ بغاوت پہ تُلا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خلاف کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق بحثیں چل پڑی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہے بھی کہ نہیں؟ اور خدا تعالیٰ کے کسی قسم کے حق ادا کرنے اور اس کی عبادت بجالانے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ایک بہت بڑی دنیا اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی اور نتیجۃً آگ کے گڑھے کی طرف تیزی سے انسان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ بہت زیادہ توجہ اور استغفار کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 نومبر 2009)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں ہمیں اپنے ربّ کے ساتھ تعلق میں بہت مضبوط ہونا چاہئے۔ مشکلات کے جو حالات اصحاب کہف پر آئے اس کا تو کچھ بھی حصہ ہمارے حصہ میں نہیں آیا۔ لیکن انہوں نے ان حالات کے باوجود اپنے ربّ کو نہیں چھوڑا۔ ہم تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے دین کامل کیا ہے۔ جہاں احمدیت مشکل ترین دور سے گزر رہی ہے وہاں بھی دَور اتنا مشکل نہیں ہے جو دَور ان پر آئے تھے یا مختلف اوقات میں آتے رہے... ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے دین کامل کیا۔ ہمیں اُن لوگوں سے زیادہ اپنے ربّ کا فہم وادراک دیا جتنا اصحاب کہف کو تھا..... دوسرے ان مغربی ممالک میں، بلکہ اب تمام دنیا میں ہی جو لوگ اپنے خدا کو بھولتے جا رہے ہیں، ایک خدا کو چھوڑ کر، جس کو اختیار کرنے کی وجہ سے ان کو انعام ملا تھا، تین خداؤں کے چکر میں آ گئے اور پھر نتیجۃً مذہبی طور پر عملاً ایک طرح سے دیوالیہ ہو گئے، جو کہ ظاہر ہے اس حالت میں ہونا تھا اور پھر ان میں سے بہت بڑی تعداد خدا کی بھی منکر ہو گئی۔ تو مسیح محمدی کے ماننے والوں کا یہ کام ہے کہ اپنے ربّ کی صحیح پہچان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی یہ بتائیں کہ اُن مضبوط ایمان والوں کے اپنے ربّ کے ساتھ چمٹے رہنے کا نتیجہ تھا کہ آج عیسائیت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے اپنے خدا کی جو ربّ العالمین ہے پہچان کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے انبیاء کی صحیح تعلیم پر غور کرو، ان پیشگوئیوں پر غور کرو اور اس خاتم الانبیاء کو پہچانو جس کے بارے میں پیشگوئی تھی۔ یہی تمہاری نجات کا ذریعہ ہے، یہی تمہاری بے چینیوں کو دور کرنے کا حل ہے کیونکہ اس کے بغیر تمہاری زندگیوں میں سکون نہیں آ سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 نومبر 2006ء)

لوگو! سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں
جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

✡✡✡✡